پروفیسر ڈاکٹر محمود الحسن عارف *

روداد دو روزہ بین الاقوامی سیمینار

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی' حیات و خدمات

زیر اہتمام عالمی رابطہ ادب اسلامی' پاکستان

باشتراک علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی و بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی' اسلام آباد

عالمی رابطہ ادب اسلامی' پاکستان ''ادب اسلامی'' سے دل چسپی رکھنے اور اس کی تخلیق و تحقیق میں حصہ لینے والے اسلامی ادیبوں کی ایک بین الاقوامی تنظیم ہے۔ اس کی تاسیس نامور مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے ۱۹۸۴ء میں عالم اسلام کے بیسیوں عربی اور غیر عربی علماء اور دانش وروں کے مشورے کے بعد فرمائی اس وقت اس کی شاخیں چودہ کے قریب اسلامی ممالک میں کام کر رہی ہیں۔

اس ادبی تنظیم کی مجلس انتظامیہ نے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی شخصیت اور ان کی خدمات پر' جو پانچ سو سے زیادہ چھوٹی بڑی کتابوں کے مولف ہیں' ایک بین الاقوامی سیمینار منعقد کرنے کا پروگرام بنایا' جس کے لئے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر سید الطاف حسین اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے نائب صدر ڈاکٹر محمود احمد غازی نے بڑی فراخ دلی کے ساتھ تعاون کا وعدہ فرمایا۔

سیمینار میں بھارت سے مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کی قیادت میں (جو ندوۃ العلماء لکھنو کے ناظم اعلیٰ اور چوبیس کروڑ مسلمانوں کے عائلی حقوق کی نمائندگی کرنے والے ''مسلم پرسنل بورڈ کے چیئرمین بھی ہیں) بیس سے زیادہ اہل علم و دانش کی شرکت متوقع تھی' مگر ان حضرات کو بروقت ویزہ نہ ملنے کی بنا پر ان کی آمد ممکن نہ ہوسکی' تاہم سیمینار میں جنوبی افریقہ اور ایران سے آنے والے وفود نے شرکت کی' جب کہ ڈاکٹر عبدالقدوس ابو صالح اور مولانا سید محمد رابع حسنی نے اپنے پیغامات کے ذریعے اس میں شرکت فرمائی۔

* نائب صدر عالمی رابطہ ادب اسلامی' لاہور پاکستان

پہلی نشست 20 صفر ۱۴۲۵ھ/ 10 اپریل 2004 (مین آڈیٹوریم علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد)

ہفتہ (۲۰ صفر ۱۴۲۵ھ، ۱۰ اپریل ۲۰۰۴ء) کا دن اسلام آباد کے لئے ایک تاریخی دن تھا' اس دن دو روزہ بین الاقوامی سیمینار مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی ''حیات و خدمات'' کا افتتاح ہونا تھا۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی فضاؤں میں رنگ برنگے پرچم اور خیر مقدمی بینر رنگ اور خوشیاں بکھیر رہے تھے' ۹ بجے ہی علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے ''مین آڈیٹوریم'' میں اہل علم و دانش آنا شروع ہوگئے تھے' ساڑھے نو بجے پورا ہال بھر چکا تھا' ٹھیک نو بج کر ۴۰ منٹ پر تقریب کا باقاعدہ آغاز ہوا' تلاوت قرآن مجید کی سعادت ڈاکٹر قاری محمد طاہر (سابق استاد شعبہ اسلامیات گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد و مدیر اعلیٰ اخبار رابطہ) نے اور نعت بحضور سرور کونین پیش کرنے کا شرف ڈاکٹر جنید ندوی (استاد بین الاقوامی' اسلامی یونیورسٹی' اسلام آباد) نے حاصل کیا' اس نشست میں ڈاکٹر سید سلمان ندوی' حاجی شیخ نذیر احمد' مولانا سمیع الحق (مدیر اعلیٰ ماہنامہ الحق اور مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک) اور جناب ڈاکٹر سید الطاف حسین وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی مہمانان خصوصی تھے۔

اجلاس میں میزبانی کے فرائض ڈاکٹر محمد ضیاء الحق (صدر شعبہ اسلامک لاء علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی) نے انجام دیئے' انہوں نے اپنے تمہیدی کلمات میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی شخصیت اور خدمات کو زبردست الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا اور کہا کہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے لئے یہ بہت بڑے اعزاز کی بات ہے کہ اس عظیم شخصیت پر عالمی سیمینار ہماری جامعہ میں انعقاد پذیر ہو رہا ہے' بعد ازاں صدر عالمی رابطہ ادب اسلامی پاکستان حافظ فضل الرحیم نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ جس میں انہوں نے اس سیمینار میں شرکت کرنے والے مندوبین' مہمانان گرامی' خصوصاً صدر مجلس جناب گورنر پنجاب کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کیا۔

انہوں نے عالمی رابطہ ادب اسلامی کے قیام کے پس منظر' اس کے اغراض و مقاصد اور ''ادب اسلامی'' کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ عالمی رابطہ ادب اسلامی کا قیام بیسویں صدی کے اہم ترین واقعات میں سے ایک ہے' یہ اسلام پسند ادیبوں کی ایک بین الاقوامی تنظیم ہے' جو قومیت پسند اور ترقی پسند ادب کا جواب دینے کے لئے عمل میں لائی گئی تھی' یہ ایک علمی اور ادبی برادری ہے اور دنیا میں بامقصد اور اصلاحی ادب کا فروغ چاہتی ہے.......... یہ تنظیم یوں تو صدیوں سے کسی نام اور کسی اصطلاح کے بغیر کام کر رہی ہے مگر اسے موجودہ شکل ۱۹۸۴ء میں دی گئی' پاکستان میں اس کی تاسیس ۱۹۹۴ء میں عمل میں آئی' انہوں نے اس سیمینار علمی اور اس کے فکری پس منظر کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ سید ابوالحسن ندوی کا ادبی علمی اور تحقیقی دور نصف صدی سے زیادہ عرصے پر محیط ہے۔ ان کی ذات اصل میں اہل علم و دانش کے لئے ایک علمی ''نمونے'' اور ایک مثال کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کے ہاں اپنے عہد کا بہترین ادب دیکھنے اور پڑھنے کو ملتا ہے اس لئے ان کی علمی شخصیت اور کارناموں کا مطالعہ اعلیٰ اور وقیع ترین علمی اور فکری افکار کے مطالعہ کے ساتھ

ساتھ ان کے اظہار و بیان کی اعلیٰ ترین صورتوں کو بھی محیط ہوگا۔ مولانا کے خطبے کو بڑی دلچسپی سے سنا گیا۔

عالمی رابطہ ادب اسلامی کے مرکزی صدر ڈاکٹر عبدالقدوس ابو صالح (ریاض، سعودی عرب) چند وجوہ کی بنا پر تشریف نہ لا سکے۔ انہوں نے اس سیمینار کے لئے اپنا پیغام بھجوایا، جسے ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے حاضرین کو پڑھ کر سنایا اور پھر اس کا مفہوم بھی حاضرین کے سامنے بیان کیا، اس پیغام مین انہوں نے اس سیمینار کے انعقاد پر اپنی بے پایاں مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اسے موزوں ترین قدم قرار دیا اور اس رائے کا اظہار کیا، اس سیمینار کے انعقاد سے مولانا کے علمی اور فکری کارناموں پر نئے سرے سے مطالعے اور تحقیق کا آغاز ہوگا۔

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے جو ممالک مشرقی ایشیا کے صدر بھی ہیں، اس موقع کے لئے اپنا پیغام بھجوایا، جسے ڈاکٹر محمود الحسن عارف نے پڑھ کر سنایا، مولانا نے اپنے اس پیغام میں رابطہ ادب اسلامی پاکستان کے ذمہ داران کو اس مذاکرہ علمی کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی، اور کہا کہ ماضی میں ادب کا اسلام سے تعلق صرف اسی قدر سمجھا جاتا رہا ہے کہ اسلام نے اس کے محتاط اور پرہیزگار حصہ کی اجازت دی ہے، نیز اس کے ہمدردی کے شعر و ادب کو عربی کے اسلامی مراجع، یعنی قرآن وحدیث کی عبارتوں کے مطالب کے تعین اور اس کی وضاحت میں مدد لینے کیلئے لائق مطالعہ واستفادہ قرار دیا ہے، لیکن یہ بات ایک عرصہ سے ذہنوں سے مخفی ہو رہی تھی کہ زندگی کے صالح اور قابل استفادہ حقائق کو دوسروں تک منتقل کرنے اور خیر خواہانہ وخیر پسندانہ ترجمانی کے کام میں ادب کیا عظیم خدمت انجام دے سکتا ہے۔ اور دیتا رہا ہے، جس کی مثالیں خود کلام اللہ اور کلام رسول اللہ ﷺ میں ہم کو اعلیٰ پیمانے کی ملتی ہیں، اور اسلام کی شروع کی صدیوں میں اس پر عمل بھی ہوا ہے۔ انسانی زندگی صرف سطحی واقعات پر ہی مبنی نہیں ہوتی، وہ اپنے اندر احساسات وتاثرات کی ایک دنیا رکھتی ہے اور اس میں خیر طلبی اور خیر پسندی کا بھی مزاج ودیعت کیا گیا ہے۔ اس کیلئے انسانوں کے مابین ایسی ترجمانی کی بھی ضرورت ہوتی ہے جس کے ذریعہ دل کی بات دل تک، بحسن وخوبی منتقل ہو جائے، اس کیلئے ادب ایک بہت اچھا ذریعہ بنتا ہے۔

ہم تاریخ اسلام کے علمی وثقافتی کے سرمایہ کا گہری نظر سے جائزہ لیتے ہیں تو ہم کو جگہ جگہ بہت سے ایسے نمونے ملتے ہیں جو ادب کے قابل قدر سرمایہ میں شمار کئے جانے کے پورے مستحق ہیں، ہم کو ان سے بھی فائدہ اٹھانا چاہیے اور ادب نواز حضرات کے سامنے لانا چاہیے، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے اپنے مضامین میں اس کی طرف توجہ بھی دلائی اور بذات خود بھی یہ کام انجام دیا، اور ان کے تعاون وفکر مندی سے رابطہ ادب اسلامی کا یہ عالمی ادارہ وجود میں آیا اور سرگرم عمل ہوا، اور الحمدللہ یہ آج برگ وبار لانے لگا ہے، انہوں نے کہا کہ: میں مولاناؒ سے قریبی تعلق کی بناء پر اس اقلیم کے ذمہ داروں کو اپنا احساس تشکر پیش کرتا ہوں اور اپنی مسرت اور قدر دانی کا اظہار کرتا ہوں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے وائس چانسلر، ڈاکٹر سید الطاف حسین نے اپنے خیر مقدمی اور تہنیتی کلمات میں

اس سیمینار کے انعقاد پر عالمی رابطہ ادب اسلامی کے ذمہ داران کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان کی جامعہ ایک بین الاقوامی حیثیت کی حامل ہے، جہاں علوم اسلامیہ کے پانچ مستقل شعبے ایک کلیہ کی صورت میں کام کررہے ہیں، انہوں نے امید ظاہر کی کہ اس سیمینار کے انعقاد سے وقت کی بہت بڑی ضرورت پوری ہوگی، انہوں نے گورنر پنجاب جناب خالد مقبول کا شکریہ ادا کیا کہ وہ پہلی مرتبہ بین الاقوامی' اسلامی یونیورسٹی میں تشریف لائے ہیں' بعد ازاں انہوں نے اپنے بطور وائس چانسلر یہاں آنے کے بعد سے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے علمی اور انتظامی ماحول میں آنے والی تبدیلیوں کی تفصیل بیان کی۔

مولانا سید سلیمان ندوی (مؤلف سیرۃ النبی) کے صاحبزادے اور ڈربن یونیورسٹی (جنوبی افریقہ) میں کلیہ علوم اسلامیہ کے سابق ڈین اور نامور سکالر ڈاکٹر سید سلمان ندوی نے اپنے کلیدی خطاب میں مولانا ابوالحسن علی ندوی کے علمی اور فکری پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ مولانا کے والد اور دادا بھی تصنیفی اور تالیفی دنیا میں نام رکھتے تھے' انہوں نے مزید کہا کہ سوانح نگاری کا جو سفر علامہ شبلی نعمانی سے شروع ہوا تھا وہ مولانا ندوی پر حد کمال کو پہنچ گیا ہے' مولانا ندوی بڑی صالح فطرت اور بڑی متوازن شخصیت کے حامل تھے' وہ جن لوگوں سے بے حد متاثر تھے ان میں سید سلیمان ندوی بھی' شامل تھے' جس کا ثبوت پرانے چراغ میں مولانا کا لکھا ہوا' سید سلیمان ندوی کا تذکرہ ہے' جو بڑے ہی موثر انداز میں لکھا گیا ہے' آخر میں انہوں نے شاہ عبدالقادر رائے پوری کے وہ الفاظ' جو انہوں نے مولانا کے بارے میں کہے تھے اور جن میں انہوں نے مولانا ندوی کی عمدہ ترین انداز میں تعریف وتحسین کی تھی' حاضرین کو پڑھ کر سنائے۔

آخر میں صدر مجلس گورنر پنجاب نے اپنے صدارتی کلمات میں مولانا مرحوم کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ انہوں نے مولانا کی کتاب ''ماذا خسر العالم'' کا اردو ترجمہ'' مسلمانوں کے عروج وزوال کا انسانی دنیا پر اثر'' پڑھی ہے۔ اس کتاب سے سوچ اور فکر کے لئے کئی گوشے کھلتے اور آنکھوں کے سامنے آتے ہیں' انہوں نے کہا ہمارا یہ دور بڑا پرآشوب دور ہے' ہماری دنیا کو بہت سے چیلنج درپیش ہیں' ہمارے دور کا ایک چیلنج تو وہ ہے جو اسلام اور مغرب کی کشمکش کے حوالے سے درپیش ہے' اس موقع پر ہمیں دنیا کو اسلام کے متعلق وہ حقائق بتانے کی ضرورت ہے جو اس وقت تک ان سے مخفی رہے' انہوں نے کہا کہ اسلام '' سماجی انصاف پسند'' بزرگوں کا احترام' چھوٹوں پر شفقت اور عورتوں یتیموں اور بیواؤں کے حقوق کی تعلیم دینے والا مذہب ہے۔ اسلام اقلیتوں کے حقوق کی نہ صرف حمایت کرتا ہے' بلکہ ان کا محافظ اور نگہبان بھی ہے' نبی اکرم ﷺ کا نجران کے عیسائیوں کو مسجد نبوی کے صحن میں عبادت کی اجازت دینا اور حضرت عمرؓ کے فتح بیت المقدس کے موقع پر ان کی طرف سے اجازت ملنے کے باوجود ان کے گرجا گھر میں اس بنا پر عبادت نہ کرنا کہ اس سے مستقبل میں کہیں ان سے یہ گرجا گھر نہ چھین لیا جائے۔ وغیرہ قسم کے امور سے اسلام کی وسیع المشربی کا پتہ چلتا ہے' اسلام غیر مسلموں کے حقوق کا نہ صرف یہ کہ داعی ہے' بلکہ ان کا محافظ بھی ہے' قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو

جہاد کی جو اجازت دی ہے اس میں واضح کیا گیا ہے کہ یہ اجازت اس لئے دی جارہی ہے کہ اگر ظلم کو نہ روکا گیا' تو خطرہ ہے کہ عیسائیوں کے گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے ویران ہو جائیں گے' انہوں نے کہا کہ موجودہ حالات میں اہل علم و ادب کی ذمہ داریاں پہلے سے کئی گنا بڑھ گئی ہیں اور ہمیں مولانا ندوی ہی کے انداز میں اسلام کی دعوت کو عام کرنے کے لئے محبت اور صلح کل کا انداز اختیار کرنا چاہیے۔ انہوں نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے خوش گوار ماحول کی تعریف کی اور موجودہ وائس چانسلر ڈاکٹر الطاف حسین کے تعلیم کو عام کرنے کیلئے اٹھائے گئے مثبت اقدامات کو سراہا۔

بعد ازاں صدر مجلس نے ڈاکٹر سید الطاف حسین (وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی) حاجی شیخ نذیر احمد (نذیر اینڈ کمپنی)' ڈاکٹر سید سلمان ندوی (جنوبی افریقہ) کو عالمی ادب اسلامی کی طرف سے اور حافظ فضل الرحیم' ڈاکٹر سید سلیمان ندوی' مولانا سمیع الحق کو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی طرف سے شیلڈ دیں' جبکہ ڈاکٹر عبدالقدوس ابو صالح اور مولانا رابع حسنی ندوی کی شیلڈ علی الترتیب ڈاکٹر زاہد اشرف (ڈائریکٹر اشرف لیبارٹریز و سیکرٹری عالمی رابطہ ادب اسلامی) اور ڈاکٹر محمد عبدالشہید نعمانی (صدر شعبہ عربی کراچی یونیورسٹی) نے وصول کیں۔

ڈاکٹر علی اصغر چشتی (ڈین کلیہ علوم اسلامیہ و عربیہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے آخر میں حاضرین کا شکریہ ادا کیا' اور دعا کرائی (اس کے بعد علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی طرف سے گورنر پنجاب اور مہمانوں کی چائے سے تواضع کرائی گئی۔)

دوسری نشست: (مین آڈیٹوریم علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی' اسلام آباد)

دوسری نشست نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد تقریباً ۱:۱۵ پر شروع ہوئی۔ اس کی صدارت ڈاکٹر سید الطاف حسین (وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی) نے کی۔ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ یہ سعادت ڈاکٹر قاری محمد طاہر نے حاصل کی۔ نقابت کے فرائض ڈاکٹر زاہد اشرف نے عمدگی کے ساتھ انجام دیئے۔ بعد ازاں مقالات کا سیشن ہوا' مقالہ نگاروں نے سید ابوالحسن ندوی کی دل آویز شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر اظہار خیال کیا' ے اور ان کی شخصیت اور انکی خدمات کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی...... اس نشست میں حافظ زاہد علی ملک (استاد گورنمنٹ کالج شیخوپورہ) نے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی عربی تصنیف "ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین" کا علمی اور فکری جائزہ لیا' انہوں نے فرمایا کہ مولانا کی یہ کتاب بڑی انقلاب آفرین کتاب ہے اور یہ کتاب مولانا کے عرب دنیا میں تعارف کا ذریعہ بنی' اس کتاب نے علمی دنیا میں صدیوں کے جمود کو توڑا ہے' ڈاکٹر سعید الرحمٰن' (شعبہ علوم' اسلامیہ' بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان) نے...... مولانا بحیثیت سوانح نگار شاہ عبدالقادر رائیوری' مقالہ پڑھا' انہوں نے قرار دیا کہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی جنوب مغربی ایشیا کے اس خطہ کی وہ معروف شخصیت ہیں' جن کے قلم نے دعوت دین کے بہت سے گوشوں پر نہ صرف قیمتی معلومات سے روشناس کرایا' بلکہ حاملان دین کے تعارف کے ذریعہ دین کے علمی پہلوؤں کو بھی اجاگر کیا ہے۔ انہوں نے اس عظیم الشان شخصیت کا انتخاب کیا جو عوام الناس کی زندگی کا رخ اس انداز

سے تبدیل کر دیتی تھیں کہ دین اسلام ان کے قلوب میں رچ بس جاتا تھا۔ مولانا محمد یوسف خان (استاد حدیث جامعہ اشرفیہ لاہور و اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج باغبانپورہ لاہور) نے ''مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے نزدیک مستقبل کے علماء کو کن اوصاف کا حامل ہونا چاہیے'' کے عنوان پر اپنے خیالات پیش کئے'ان کے نزدیک امت مسلمہ کو ایسے علماء کی ضرورت ہے جو اپنے خیالی جزیروں میں پناہ لینے یا ساحل کے خاموش تماشائی بننے یا حالات کے دھارے میں بہنے والے خس و خاشاک کی طرح ہونے کے بجائے صدق و اخلاص' حصول کمال' امتیاز و خصائص جیسی خصوصیات سے آراستہ ہو کر حالات کو بدلنے کو عزم و حوصلہ لے کر امت مسلمہ کو پستی' افسردگی' کنارہ کشی اور پسپائی سے نکالنے کا ذریعہ بنیں' ڈاکٹر شفقت اللہ رانا (ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ عربی۔ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی' ملتان) نے عربی صرف و نحو کی تدریس کے لئے حضرت علی میاں کا تعلیمی خاکہ...... پیش کیا' اور قرار دیا کہ مولانا کا مرتب کردہ تعلیمی خاکہ عصر حاضر کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے' انہوں نے کہا کہ مولانا ندوی صرف و نحو کے قدیم طرز تعلیم میں تبدیلی کی ضرورت محسوس کرتے تھے' وہ اس بات کے قائل تھے کہ قواعد کی ابتدائی کتابیں مادری زبان میں پڑھائی جائیں۔ وہ صرف و نحو کے قواعد کو نظری کے بجائے اطلاقی طریقے سے پڑھانے کی تاکید کرتے تھے۔ وہ صرف و نحو کے بھاری بھرکم نصاب کے بجائے مختصر مگر موثر نصاب لاگو کرنے کے خواہاں تھے' ڈائریکٹر' مسند سیرت' جامعہ اسلامیہ' بہاولپور) نے مولانا ابوالحسن علی ندوی بحیثیت مصلح و داعی اسلام کے موضوع پر حاضرین کو بصیرت عطا کی' انہوں نے کہا کہ ایک اچھے داعی اور مصلح میں جو خصوصیات ہونی چاہیئں' وہ مولانا میں موجود تھیں' حافظ نجم الحق (ناظم اعلیٰ خیر المدارس' ملتان) نے مولانا علی میاں بحیثیت ماہر تعلیم و نصاب ساز مقالہ پڑھا...... انہوں نے بتایا کہ مولانا ایک بہت اچھے ماہر تعلیم بھی تھے۔ انہوں نے اپنے زمانے میں ندوۃ العلماء کے نصاب میں جو تبدیلیاں کیں۔ اس کے بہت مثبت اثرات پیدا ہوئے' اور بڑے اعلیٰ پائے کے علماء وہاں سے نکلے' اور پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر (سابق ڈین کلیہ علوم اسلامیہ و شرقیہ و مدیر اعلیٰ قافلہ ادب اسلامی و سابق صدر عالمی رابطہ ادب اسلامی) نے ماذا خسر العالم پر ایک نظر کے عنوان سے مقالہ پڑھا' اور مولانا کی کتاب کو اپنے موضوع اور انداز بیان کی بنا پر منفرد قرار دیا' یہ تمام مقالات بڑے علمی اور فکری انداز میں مرتب کئے گئے تھے' حاضرین نے ان مقالات کو بڑی توجہ اور انہماک سے سنا۔

اس نشست کے مہمان خصوصی سینیٹر مولانا سمیع الحق نے اپنے خطاب میں ہندوستان سے آنے والے علماء کرام کو ویزہ نہ دینے کے مسئلے پر حکومت کو کڑی تنقید کا نشانہ بنایا اور اس سیمینار کے انعقاد پر منتظمین کو مبارکباد پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ مولانا علی میاں نے نصاب تعلیم کے حوالے سے جو تجاویز دی تھیں' ان پر عمل ہونا چاہیے' انہوں نے اپنی طرف سے اپنے ادارے کی طرف سے اس سلسلے میں ہر طرح کی مدد اور تعاون کا یقین دلایا اور مولانا کی گفتگو کو بڑے سکون اور توجہ سے سنا گیا۔

آخر میں صدر مجلس ڈاکٹر سید الطاف حسین نے اپنے صدارتی کلمات میں اس نشست میں پڑھے جانے والے مقالات کے علمی اور فکری پہلو کو تسلی بخش قرار دیا' انہوں نے کہا کہ یہ سیمینار ایک ایسے وقت میں منعقد ہوا جب عالم اسلام کو ایسے افراد اور ایسے اشخاص کی ضرورت ہے جو علمی اور فکری قیادت کے خلا کو پورا کرسکیں' انہوں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے علوم اسلامیہ کی تدریس و اشاعت کیلئے اٹھائے گئے اقدامات کا خصوصی طور پر ذکر کیا' جس کے تحت ...... فاصلاتی نظام کے ذریعے یونیورسٹی علوم اسلامیہ کی تدریس و اشاعت کا اہتمام کررہی ہے' آخر میں انہوں نے اس سیمینار میں شرکت کرنے والے اہل علم و فضل کا شکریہ ادا کیا۔ معروف سکالر ڈاکٹر سید سلمان ندوی کی دعا پر نشست کا اختتام ہوا (بعدازاں گورنر پنجاب جناب خالد مقبول صاحب کی طرف سے شرکاء کے اعزاز میں ظہرانہ دیا گیا)

تیسری نشست :(مین آڈیٹوریم علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی' اسلام آباد)

عالمی رابطہ ادب اسلامی کے زیراہتمام انعقاد پذیر سیمینار کی تیسری نشست بعدازنماز مغرب شروع ہوئی' آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ یہ سعادت گوجرانوالہ سے آئے ہوئے حافظ محمد منیر نے حاصل کی......صدارت معروف محقق اور دانشور ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے کی۔

ڈاکٹر زاہد اشرف نے ...... مقالہ نگاروں اور ان کے مقالات کے تعارف کی رسم کو نبھایا' اس نشست میں سب سے پہلے مقالہ نگار گورنمنٹ کالج آف کامرس لاہور سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر سرفراز خالد تھے' جنہوں نے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور مسلم نوجوان'' کے عنوان پر مقالہ پڑھا' انہوں نے کہا کہ مولانا مسلم نوجوانوں سے بڑی توقعات رکھتے تھے' اور ان کی خواہش تھی کہ مسلم نوجوان اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوں اور زمانے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا جانتے ہوں' بعدازاں ڈاکٹر نور الدین جامی (صدر شعبہ اسلامیات بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی ملتان) نے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔ ''صحبتے با اہل دل کے تناظر میں'' کے عنوان پر اپنے خیالات پیش کئے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا کی کتاب ''صحبتے با اہل دل دراصل شاہ محمد یعقوب مجددی کے ارشادات و ملفوظات پر مشتمل ہے۔ جو اٹھائیس مجالس کے ملفوظات پر مبنی ہے' ...... انہوں نے کہا کہ مولانا علی میاں اس حقیقت سے شناسا ہیں کہ جب بھی امت محمدیہ پر مشکل وقت پڑا اور مسلمان روبہ تنزل ہوئے ان اہل اللہ نے مسلمانوں کو قنوطیت سے نکال کر رجائیت کے راستے پر گامزن کیا۔ اسی لئے مولانا نے صوفیا کی سوانح ہائے حیات اور ان کے ملفوظات کو جمع کرنے پر خصوصی توجہ دی' اور یہ ملفوظات بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہیں' محترمہ حفصہ نسرین (مدیر اردو دائرہ معارف اسلامیہ) نے مولانا ندوی اور پاکستان پر اپنے خیالات پیش کئے' انہوں نے کہا کہ مولانا کا رجحان اگرچہ تقسیم کی مخالفت کرنے والے علماء کی طرف زیادہ تھا' لیکن جب پاکستان بن گیا' تو انہوں نے ہمیشہ اس کی تعمیر و ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تاکید کی' ڈاکٹر انور محمود خالد (صدر عالمی رابطہ ادب اسلامی' فرع' فیصل آباد) نے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی'' خاکہ نگاری......

پرانے چراغ کے حوالے سے'' کے عنوان پر اظہار خیال کیا' انہوں نے کہا کہ پرانے چراغ کی دونوں جلدوں میں بیالیس شخصیات کا تذکرہ کیا گیا ہے' یہ سب مضامین مصنف نے معاصر شخصیات کی وفات کے بعد لکھے ہیں' لہذا انہیں ان شخصیتوں کی سوانح حیات یا مکمل تذکرہ وتاریخ یا ادبی خاکے سمجھنا غلط ہوگا۔ یہ درحقیقت نقوش وتاثرات کا ایک مجموعہ ہے جو اپنی یادوں' ذاتی تجربات وواقعات' خطوط اور ذاتی تحریروں کی مدد سے تیار کیا گیا ہے' ان شخصی خاکوں کے ذریعے مصنف نے انسانی زندگی' اسلامی سیرت واخلاق' اور ظاہری وباطنی کمالات کے کچھ عملی نمونے سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے کہا پرانے چراغ میں جن لوگوں کے خاکے پیش کئے ہیں' ان میں سے سے عمدہ اور سب سے پہلا خاکہ سید سلیمان ندوی کا ہے' ڈاکٹر محمد صدیق شبلی (سابق ڈین کلیہ علوم اسلامیہ وشرقیہ' علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی' اسلام آباد نے)..... مولانا ابوالحسن علی ندوی کی اقبال شناسی پر اپنا مقالہ پڑھا' انہوں نے کہا کہ مولانا ابوالحسن ندوی بنیادی طور پر ایک عالم تھے ان کی تصانیف کی ایک عالمانہ شان ہے ان میں حقائق کی بجا آوری ان کا تجزیہ وتحلیل اور نتائج کا استخراج ملتا ہے' انہوں نے کہا کہ مولانا کی کتاب روائع اقبال کو عرب دنیا میں بڑی پذیرائی حاصل ہوئی ...... یہ کتاب ایک بلند پایہ عالم کے قلم سے نکلی تھی' جس نے اقبال کو پوری دیانت داری اور محنت کے ساتھ پیش کیا تھا' یہی وجہ ہے کہ جب نقوش اقبال کے نام سے روائع اقبال کا ترجمہ شائع ہوا تو علمی حلقوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ ڈاکٹر محمود الحسن عارف' (نائب صدر عالمی رابطہ ادب اسلامی' پاکستان) نے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی' بحیثیت نثر نگار کے عنوان پر اپنے خیالات پیش کئے' انہوں نے کہا کہ اردو زبان کم عمر ہونے کے باوجود دنیا کی وہ زبان ہے جس میں ہر طرح کے موضوعات پر عمدہ مواد ملتا ہے' جہاں تک نثر نگاروں کا تعلق ہے تو اردو میں اس کی بھی کمی نہیں ہے' مگر مولانا ابوالحسن علی ندوی کو اپنے خصوصی انداز بیان' اپنی علمیت' روحانی بالیدگی' معلومات کی فراوانی اور لفظوں اور جملوں کی عمدہ بندش کی بنا پر خصوصی امتیاز حاصل ہے' وہ ایک صاحب اسلوب مؤلف تھے' جن کا اسلوب اردو زبان وادب میں ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ مولانا ندوی کو ان کے تمام معاصرین پر مضامین کی وسعت اور انداز بیان کی ندرت اور خاص طور پر اپنے متواضعانہ انداز بیان کی بنا پر تفوق حاصل ہے' ڈاکٹر خالد ظفر اللہ داؤدی (استاذ شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ کالج سمندری' ضلع فیصل آباد) نے حدیث نبوی اور مولانا سید ابوالحسن ندوی کے عنوان پر خیالات کا اظہار کیا' انہوں نے اپنے مقالہ میں قرار دیا کہ حدیث نبوی سے آپ کا علمی وفکری تعلق بڑا گہرا اور بہت مضبوط ہے' ٹھوس علمی وفکری بنیادوں پر استوار اس تعلق میں عمر بھر کبھی کوئی مداہنت یا مرعوبیت نظر نہیں آئی ..... مستشرقین کے نام نہاد علمی' فکری وتاریخی الزامات یا ان کے ہم نوا منکرین حدیث کے اعتراضات ان میں کسی طور تشکیک وریب پیدا نہ کرسکے۔ ڈاکٹر محمد جنید (سربراہ شعبہ لازمی مضامین' بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی' اسلام آباد) نے مولانا سید ابوالحسن ندوی کے حالات زندگی اور اردو تصانیف کا مختصر تعارف) کے عنوان سے مقالہ پڑھا' انہوں نے مولانا کی تصانیف پر تفصیل سے گفتگو کی اور کہا کہ مولانا نے کم وبیش ۱۸۷ چھوٹی

بڑی کتب تحریر فرمائی ہیں اور دنیا کے ۵۷ اسلامی ممالک میں شاید ہی کوئی خطہ ایسا ہو جہاں ان کے تحریری یا تقریری اثرات نہ پہنچے ہوں' ڈاکٹر محمد عبدالشہید نعمانی (کراچی یونیورسٹی' کراچی) نے مولانا ندوی اکابر ومعاصرین اور رفقائے خاص کی نظر میں' کے عنوان پر مقالہ پڑھا' انہوں نے کہا کہ مولانا ندوی ایک ایسی شخصیت تھے کہ ان کی ان کے رفقائے خاص' معاصرین اور اکابرین نے تعریف وتوصیف فرمائی ہے اور ان کے کام کو سراہا ہے۔ جبکہ ڈاکٹر قاری محمد طاہر' نے حیات ندوی کی مخفی جہات پر مقالہ پڑھا' انہوں نے بتایا کہ مولانا ندوی کی زندگی کے کئی پہلو ایسے ہیں جن پر عام لوگوں کی نگاہیں نہیں پہنچیں۔ ہمیں ان کی زندگی کے ان گوشوں کو بھی سامنے لانا چاہیے۔ مثال کے طور پر مولانا ندوی نے پنجاب کے مشہور پہلوان' گاما پہلوان سے ملاقات کی' اسی طرح وہ اپنی جوانی کے دنوں میں ہاکی کھیلا کرتے تھے۔ اور وہ ''فل بیک'' کے طور پر بہت عمدہ دفاع کیا کرتے تھے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا عمومی رویہ زندگی کے متعلق بہت جدت پسندی کا تھا' ڈاکٹر محمد اکرم رانا (شعبہ' اسلامیات بہاؤالدین زکریا' یونیورسٹی' ملتان) نے مولانا ابوالحسن علی ندوی کے فکری' رجحانات پر مقالہ پیش کیا' انہوں نے کہا:

مولانا کی فکر کہتی ہے کہ محض خطابت یا دو چار تصنیفات سے یا کسی نادر تحقیق سے محض کسی نئے طرز میں کسی پرانے خیال کو یا نئے جام میں کسی شراب کہن کو پیش کرنے سے زمانہ میں کوئی نیا انقلاب یا کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی جاسکتی۔ اس زمانے میں ضرورت ہے' کردار وقلب کی' دردمندی اور اندرونی سوز کی' ایسی حرارت کی جو اندر ہی اندر جلا رہی ہو' اعصاب کو پگھلا رہی ہو' مولانا کی نظر میں آج کا تجدیدی کام یہ ہے کہ علماء وفضلاء اسلامی ممالک میں یا غیر اسلامی ممالک میں جہاں بھی ہوں اس کا ایسا جواب دینے کی کوشش کریں' جو لوگوں کو مطمئن کر سکے اور مغربی فلسفہ کا اثر کم کر سکے۔ جو اس وقت پورے عالم اسلام پر اپنا اثر ڈال چکا ہے۔

بعد ازاں صدر مجلس ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے مختصر مگر جامع کلمات میں اس نشست میں پڑھے گئے' مقالات کی اہمیت اور افادیت کا اظہار کیا۔ جس کے بعد مولانا انوار الحق نائب مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نے دعا کرائی اور پھر یہ نشست اختتام کو جا پہنچی۔ بعد ازاں اقبال قریشی (قریشی انڈسٹریز) کی طرف سے سیمینار کے شرکاء کو عشائیہ دیا گیا۔

<u>چوتھی نشست (۲۱ صفر ۱۴۲۵ھ / ۱۱ اپریل ۲۰۰۴ء) (مرکزی ہال ادارہ تحقیقات اسلامی' فیصل مسجد' بین الاقوامی' اسلامی یونیورسٹی' اسلام آباد)</u>

چوتھی نشست کیلئے عالمی رابطہ ادب اسلامی کے شرکاء صبح ناشتے کے فوراً بعد تقریباً ۹ بجے ادارہ تحقیقات اسلامی' بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے لئے روانہ ہوئے۔ ۳۰ منٹ پر صدر مجلس جسٹس (ر) خلیل الرحمان (ریکٹر بین الاقوامی' اسلامی یونیورسٹی) کی آمد پر جلسے کی کاروائی شروع ہوئی۔ میزبانی کے فرائض ڈاکٹر محمود الحسن عارف نے انجام دیئے' آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ یہ سعادت حافظ زاہد علی ملک نے حاصل کی۔

سٹیج سیکرٹری نے اس نشست اور اس کے موضوع کے متعلق حاضرین کو بتایا...... بعد از اں ڈاکٹر سلیم طارق (صدر شعبہ عربی' اسلامی یونیورسٹی' بہاولپور) نے اپنے مولانا علی میاں اور ان کا معاصرین کے ساتھ فکری تقابل' کے عنوان پر اپنے خیالات پیش کئے' انہوں نے قرار دیا کہ مولانا کے معاصرین میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کا نام سرِفہرست ہے' مولانا مودودی نے اپنے مقاصد کے حصول کیلئے ایک سیاسی جماعت کو منظم کیا' جبکہ مولانا نے سیاسی جماعت بنانے کے مقابلے میں انفرادی سطح پر اصلاح اور تذکیے کا پروگرام دیا۔ ڈاکٹر محمد عبداللہ (شعبہ اسلامیات' پنجاب یونیورسٹی' لاہور) نے عالم عربی کا کردار مولانا ابوالحسن علی ندوی کے افکار کی روشنی کے عنوان پر اپنے خیالات کا پیش کئے' انہوں نے فرمایا کہ مولانا ندوی' برعظیم پاک و ہند کے واحد شخص ہیں' جنہوں نے عرب دنیا کو مخاطب کیا' اور انہیں قوم پرستی شعوبیت اور دوسرے فتنوں سے آگاہ کیا' انہوں نے مزید کہا کہ مولانا ندوی کو عالم عربی سے بہت سے توقعات تھیں وہ انہیں دنیا کی مسند امامت وقیادت پر متمکن دیکھنا چاہتے تھے۔ ڈاکٹر ہمایوں عباس (گورنمنٹ کالج یونیورسٹی' لاہور) نے مولانا ابوالحسن علی ندوی ایک منفرد سیرت نگاری کے عنوان پر اپنے خیالات پیش کئے' انہوں نے قرار دیا کہ مولانا نے سیرت نگاری میں ایک نیا انداز اپنایا ہے' ممتاز احمد خان (کھڈیاں خاص تحصیل و ضلع قصور) نے مولانا علی میاں بحیثیت سوانح نگار مقالہ پڑھا۔ انہوں نے سوانح نگاری کی تعریف کی اور بتایا کہ سوانح نگار کی حیثیت سے مولانا کا مقام بہت بلند ہے' ڈاکٹر عبدالقدوس صہیب نے مولانا سید ابوالحسن علی نوی کے اصول سیرت نگاری پر اپنے خیالات پیش کئے' ڈاکٹر مسعود احمد مجاہد (صدر شعبہ عربی و اسلامیات...... اخوان سائنس کالج' برکی لاہور) کا مقالہ عربی میں تھا انہوں نے کہا کہ مولانا پہلے شخص ہیں جنہوں نے علامہ اقبال کو عرب دنیا میں متعارف کرایا۔ حکیم محمود احمد ظفر (معروف مصنف' سیالکوٹ) مولانا ابوالحسن علی ندوی اور ردّ قادیانیت...... کے عنون پر اپنے مقالات کا خلاصہ پیش کیا اور کہا کہ مولانا ندوی نے فتنہ قادیانیت پر کتاب اپنے پیرو مرشد مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کے حکم پر مرتب کی' انہوں نے کہا کہ علامہ اقبالؒ نے سید انور شاہ کشمیری کی تعلیمات سے متاثر ہو کر فتنۂ قادیانیت کے خلاف مضامین لکھے اور مطالبہ کیا کہ مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔ فکری طور پر مولانا ابوالحسن علی ندوی پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس فتنے کے بارے میں باہر کے ملکوں کو بتایا' ڈاکٹر سفیر اختر (بین الاقوامی' اسلامی یونیورسٹی' اسلام آباد) نے مولانا ''مکتوبات مفکر اسلام کے آئینے میں'' کے عنوان پر اپنے خیالات پیش کئے اور ان مکتوبات کی علمی اور فکری اہمیت وعظمت پر روشنی ڈالی' ڈاکٹر حافظ عبدالرحیم (صدرہ شعبہ اسلامیات بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان) کے مقالے کا عنوان تھا: ''القراۃ الراشدۃ'' کا علمی وتدریسی مقام وتحقیقی مطالعہ...... انہوں نے کہا کہ یہ کتاب ایسے عنوان اور موزوں مواد پر مشتمل ہے' جس کے مطالعے سے طالب علم میں عربی زبان کو پڑھنے اور سمجھنے کی لیاقت پیدا ہوتی ہے۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی کے اصول سیرت نگاری کے عنوان پر اپنے خیالات پیش کئے۔ مولانا سید محمد رابع

حسنی ندوی کا مقالہ مولانا بحیثیت معمار ملت' اس نشست کا کلیدی مقالہ تھا' جسے ڈاکٹر زاہد اشرف (سیکرٹری عالمی رابطہ اسلامی) نے پڑھا' اس نشست کے مہمان خصوصی ڈاکٹر سید سلمان ندوی نے اپنے کلیدی خطاب میں مولانا کی بطور سوانح نگار اور بطور سیرت نگار خدمات کو سراہتے ہوئے بتایا کہ مولانا کی کتابیں پورے عالم اسلام میں بڑے شوق سے پڑھی جارہی ہیں' اور عالم اسلام کی تمام فکری تحریکوں کے لئے بنیاد فراہم کررہی ہیں' انہوں نے کہا کہ مولانا ندوی روایتی طرز کے عالم نہیں تھے' انہوں نے عام علماء کے برعکس ایسے موضوعات پر بھی لکھا ہے جسے عام طور پر علماء کے یہاں پسند نہیں کیا جاتا۔ اس موقع پر پروفیسر خالد علوی (ڈائریکٹر دعوۃ اکیڈمی) نے اظہار خیال کیا......سب سے آخر میں جسٹس (ر) خلیل الرحمان نے اپنے صدارتی کلمات میں مولانا ابوالحسن علی ندوی کی شخصیت کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا' اور پھر جلسہ برخاست ہوگیا۔ آخر میں عالمی رابطہ ادب اسلامی کی طرف سے شرکاء کو چائے پیش کی گئی......

اختتامی پانچویں نشست

مورخہ ۲۱ صفر ۱۴۲۵ھ/ ۱۱ اپریل ۲۰۰۴ء (فیصل مسجد بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی' اسلام آباد)

مورخہ ۱۱ اپریل ۲۰۰۴ء کو عالمی رابطہ ادب اسلامی کے سیمینار مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی آخری نشست ''ادارہ تحقیقات اسلامیہ'' فیصل مسجد بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد کے مرکزی ہال میں ہوئی۔ اجلاس میں ملک بھر کی جامعات اور بیرون ملک سے آئے ہوئے مندوبین نے شرکت کی' اور مولانا ابوالحسن علی ندوی کی شخصیت اور ان کے کارناموں پر روشنی ڈالی' جناب محمد اعجاز الحق (وفاقی وزیر برائے امور مذہبی واقلیتی امور) نے صدارت کی۔ آغاز مولانا حافظ فضل الرحیم کی تلاوت قران کریم سے ہوا' جبکہ نعت پیش کرنے کی سعادت پروفیسر حسین لنگڑیال (لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج بورے والا) نے حاصل کی۔

ڈاکٹر سلیم طارق (صدر شعبہ عربی' اسلامیہ یونیورسٹی) نے اپنے تاثرات میں اس سیمینار کو ہر پہلو سے کامیاب قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ اس سیمینار میں پہلی مرتبہ دینی مدارس کے اساتذہ اور کالجوں اور جامعات کے اہل علم وفضل کو یکجا کیا گیا ہے۔ جس کی اس وقت بہت ضرورت ہے۔ زاہدان (ایران) سے آئے ہوئے مندوب مفتی محمد قاسم نے اپنے مقالے میں مولانا ندوی کی انقلاب انگیز فکر پر اظہار خیال کیا' انہوں نے بتایا کہ ایران میں مولانا کی کتاب ''ماذا خسر العالم'' کا فارسی ترجمہ ''انقلاب ایران'' سے پہلے ہوگیا تھا اور چند ہی برسوں میں اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوگئے تھے اور پھر حکومت نے اس پر پابندی لگادی' قائد انقلاب امام خامینائی اس سے متاثر تھے انہوں نے مزید کہا کہ موجودہ کٹھن اور پرآشوب دور میں مولانا ندوی کی تعلیمات پر عمل کی اشد ضرورت ہے انہوں نے تجویز کیا کہ مغربی نظام تعلیم کے مقابلے میں اسلامی اصولوں پر مبنی نظام تعلیم اپنے کی اشد ضرورت ہے۔ جس میں مغرب سے بھی مفید باتیں لے لی جائیں اور نظام کے ذریعے ایک ایسی نسل تیار کی جائے جو مادی اغراض سے بالاتر ہو' محض اعلائے کلمۃ اللہ کے

لئے کام کرے' انہوں نے بتایا کہ انہوں نے مولانا کی کتاب ''النبی الرحمة'' کا ترجمہ ''نبی رحمت'' کے نام سے کیا ہے' اسی طرح التفسیرات السیاسیہ الاسلام کا بھی ترجمہ کیا ہے۔ انہوں نے تجویز کیا کہ ایک بین الاقوامی مرکز قائم کیا جائے' جس کے تحت مولانا ندوی کی کتابوں کا موجودہ زبانوں میں ترجمہ کیا جائے' فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے معروف شاعر ڈاکٹر ریاض مجید نے رابطہ ادب اسلامی اور اس کے پروگراموں میں ادیبوں اور دانش وروں کی شمولیت پر زور دیا۔

تجاویز و سفارشات کے سلسلے میں ابتدائی نشست میں تین ورکنگ گروپ تشکیل دیئے گئے تھے' ان گروپوں کے کنوینزوں نے اپنی اپنی رپورٹیں اسی نشست میں پیش کیں۔

جامعہ کراچی سے آئے ہوئے مندوب ڈاکٹر محمد خلیل الرحمان نے اپنی سفارشات میں جامعات میں مولانا ندوی کی مسند قائم کرنے اور حکومت کی طرف سے عالمی ادب اسلامی کے لئے سالانہ گرانٹ مہیا کرنے پر نیز رابطہ کی اپنی لائبریری مع ضروری لوازم کے قیام پر ملکی اور بین الاقوامی سطح پر علمی مذاکروں اور سالانہ تقریب کے اہتمام اور مقالات کی اشاعت کی تجاویز پیش کیں اس گروپ میں ڈاکٹر عبدالرؤف' مولانا محمد اکرم کاشمیری' اور ڈاکٹر محمد عبدالشہید نعمانی بھی شامل تھے۔

جامعہ بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی' شعبہ اسلامیات کے استاد ڈاکٹر نور الدین جامی نے علاقائی ادب میں اسلامی ادب کی دریافت پر خصوصی توجہ مبذول کرنے کی سفارش کی' انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ علاقائی ادب میں دینی ادب کے مطالعے کے لئے خصوصی اہتمام کیا جائے۔ اس سلسلے میں انہوں نے علاقائی زبانوں میں قرآن حکیم اور صحاح ستہ کے تراجم' سیرۃ النبی پر کتب' صوفیانہ شاعری کے دوسری زبانوں میں تراجم وغیرہ کی تجاویز پیش کیا' اس گروپ میں ڈاکٹر محمد اکرم رانا اور ڈاکٹر شفقت اللہ بھی شامل تھے۔ جبکہ ڈاکٹر انور محمود خالد (عالمی رابطہ اسلامی فرع' اسلام آباد) نے اپنی سفارشات میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ ہندوستان اور پاکستان کے مابین اہل علم و دانش کے ویزے کو آسان بنایا جائے اور غیر ضروری رکاوٹوں کو دور کیا جائے۔ نیز دونوں ممالک کے مابین کتب و رسائل کی ترسیل کو آسان اور ڈاک خرچ کو کم کیا جائے۔ اس گروپ میں ان کے ہمراہ ڈاکٹر ریاض مجید' مولانا زاہد علی (فیصل آباد) اور مولانا محمد یوسف خان بھی شامل تھے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی نے اپنے کلیدی خطاب میں مولانا ابوالحسن علی ندوی کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی' انہوں نے کہا کہ مولانا اردو زبان کے تو صاحب طرز ادیب تھے' وہ عربی کے بھی بہت اعلیٰ پائے کے ادیب تھے' انہوں نے کہا کہ مولانا ندوی کی عربی تحریر طہٰ حسین' احمد امین اور سید قطب شہید کے پائے اور انہی کے معیار کی ہے' بلکہ بعض پہلوؤں سے ان سے بھی بڑھ کر ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا پاکستان کو اسلام کا قلعہ سمجھتے تھے۔ اسی لئے جب انہیں مدینہ منورہ کے اپنے قیام کے دوران تین دن مسلسل نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ کی طرف سے

انہیں کہا گیا کہ ''مدینہ منورہ'' کی حفاظت کا اہتمام کریں تو ان کی نظر فوراً جنرل ضیاء الحق پر گئی اور معروف قانون دان اے کے بروہی کے توسط سے جنرل صاحب سے ملاقات کی اور انہیں سرکار مدینہ کا پیغام سنایا۔ جس کے جواب میں جنرل صاحب مرحوم نے فرمایا کہ جب تک پاکستان کی فوج کا ایک سپاہی بھی زندہ ہے' اس وقت تک مدینہ منورہ کی طرف کوئی غیر مسلم آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔

تقریب کے آخر میں جناب محمد اعجاز الحق نے مولانا ندوی کی شخصیت اور خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے مولانا کی شخصیت کو اہل علم و ادب کے لئے ایک نمونہ قرار دیا اور کہا کہ اس دور کے علماء کو ان کی تقلید کرنی چاہیئے' انہوں نے کہا کہ مولانا کی ذات میں شدت پسندی نہیں تھی' انہوں نے رابطہ ادب اسلامی کے ذمہ داران کو نئی نسل کو بھی...... اپنی توجہات کا مرکز بنانے کی ہدایت کی' انہوں نے کہا کہ صدر پرویز مشرف اور ان کی حکومت دینی مدارس کے خلاف نہیں ہے اور نہ ہی نصاب تعلیم میں کوئی تبدیلی لائی جارہی ہے' انہوں نے لوگوں پر زور دیا کہ وہ افواہوں پر کان نہ دھریں' انہوں نے آخر میں اس تقریب کے انعقاد پر منتظمین کو خراج تحسین پیش کیا' تقریب کے آخر میں حافظ فضل الرحیم نے رابطہ کی طرف سے اور ڈاکٹر حسن الشافعی نے بین الاقوامی یونیورسٹی کی طرف سے حاضرین کا شکریہ ادا کیا' اس تقریب کے میزبان ڈاکٹر زاہد اشرف تھے' بعد ازاں اسلامیہ یونیورسٹی کی طرف سے شرکائے سیمینار کو ظہرانہ دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی سیمیار اختتام پذیر ہوگیا۔

دعائے مغفرت کی اپیل

گزشتہ دنوں ماہنامہ ''الحق'' کے کمپوزر جناب بابر حنیف صاحب کے نوجوان بھائی جناب فیصل حنیف صاحب (ایم۔ ایس۔ سی) کا سانحہ ارتحال پیش آیا۔ مرحوم ایک عرصہ سے کینسر جیسے موذی مرض میں مبتلا تھے۔ کافی علاج معالجہ کرایا گیا مگر افاقہ نہ ہوا' بالآخر یہ محنتی اور قابل نوجوان عین عالم شباب میں مورخہ ۸ جولائی ۲۰۰۴ء بروز جمعرات اس دار فانی سے رخصت ہوا۔ نماز جنازہ دارالعلوم کے استاد محترم حضرت مولانا سید محمد یوسف شاہ صاحب نے پڑھائی۔ اور اس میں دارالعلوم کے بعض اساتذہ واراکین و عملہ اور کثیر تعداد میں طلبہ نے شرکت کی۔ ادارہ محترم بابر حنیف' ان کے والد گرامی اور دیگر اہل خاندان و مرحوم کے پسماندگان سے اس عظیم سانحہ پر تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں اعلیٰ مقام پر فائز فرماویں۔ اسی طرح دارالعلوم کے انتہائی مخلص معاون جناب ڈاکٹر احمد علی آفریدی صاحب ایم بی بی ایس کے برادر گرامی کا انتقال ہوا۔ ادارہ مرحوم کے رفع درجات کیلئے دعا گو ہے اور محترم ڈاکٹر صاحب کے ساتھ اس غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو ارفع واعلیٰ مقام سے نوازیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرماویں۔ قارئین الحق سے ہر دو مرحومین کیلئے رفع درجات اور دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ ادارہ قارئین الحق سے ہر دو مرحومین کے رفع درجات کیلئے اور دعائے مغفرت کی اپیل کرتا ہے۔